© rasailojaraid.com

ڈاکٹر حافظ عبدالرحمٰن نقشبندی

حضرت ابوبکر صدیقؓ کے فوجی اور بین الاقوامی فیصلے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے آخری حج ہی میں یہ فرما دیا تھا کہ "شاید اس سال کے بعد میں اس مقام پر پھر کبھی تم سے ملاقات نہ کر سکوں۔ لہذا میری ہر بات کو غور سے سنو"[1] حج سے واپسی پر آپ نے اپنے آزاد کردہ غلام زید بن حارثہ کے بیٹے اسامہ بن زید کو مسلمانوں کی ایک بڑی جماعت کے ساتھ فلسطین تخوم البلقاء اور داروم پر یورش کے لئے تیار فرمایا[2] لوگوں نے ان کی امارت پر اعتراض کیا۔ لیکن آپ نے فرمایا کہ اسامہ اس امارت کے اہل ہیں اور اگر تم نے ان کے متعلق یہ کہا تو اس سے قبل تم ان کے باپ کے متعلق بھی اس قسم کی باتیں کہہ چکے ہو حالانکہ ان کے باپ بھی امارت کے اہل ہیں[3]

اس مہم کی روانگی شمال میں بازنطینی سلطنت کے خلاف تھی۔ اس اثنا میں جنوبی عرب میں اسود عنسی نبوت کا دعوی کر کے علم بغاوت بلند کر چکا تھا اور پچیس یوم کے اندر اندر پورے یمن پر قبضہ کر چکا تھا اور آپ کے عاملوں کو وہاں سے نکال چکا تھا۔ بنی اسود میں طلیحہ اسدی اور یمامہ میں مسیلمہ

۱۔ طبری القاہرہ، مطبعۃ الحسینیۃ المصریہ حجۃ الوداع جلد ۳ ص ۱۶۸

۲۔ " " " جلد ۳ ص ۱۸۸

۳۔ " " " " " "

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کذاب بھی نبوت کا دعوی کرکے اعلان بغاوت کرچکے تھے ان حالات کی اطلاع آپ کو دی جاتی ہے تو آپؐ قاصدوں کے ذریعہ مسلمانوں کو جمع ہونے کا حکم دے کر ان کی سرکوبی کے انتظامات فرماتے ہیں۔ اس دوران میں آپ بیمار ہوتے ہیں اور اپنی وفات کی طرف اشارہ فرماتے ہیں۔ جس کو صرف حضرت ابوبکر صدیقؓ سمجھ کر رونے لگتے ہیں[۵۴]

ان حالات میں بھی آپ جیش اسامہ کی روانگی پر اصرار فرماتے ہیں اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ

الف آپ کو اپنی وفات کا پختہ یقین ہو چکا تھا۔

ب داخلی اور خارجی بغاوتوں کا بھی آپ کو بخوبی علم تھا۔

ج اور آپ یہ بھی جانتے تھے کہ ان بغاوتوں کی پشت پر کیا عوامل اور کون سی طاقتیں کارفرما ہیں۔

د ان حالات میں آپؐ مدینہ کی ریاست کا ہر ممکن طریقے سے دفاع چاہتے تھے۔

ہ یہی وجہ تھی کہ آپؐ کے آخری الفاظ یہ تھے کہ جزیرہ العرب میں دو دین نہیں رہ سکتے۔[۵۵]

ان الفاظ سے آپؐ نے یہ بھی واضح کیا کہ آپ کی وفات پر یہود و نصاریٰ خاموش نہیں رہیں گے۔[۵۶] بلکہ یہ لوگ بھی ساسانیوں اور بازنطینیوں کے آلہ کار ہوں گے۔

حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وصال فرمایا تو میرے باپ پر ایسے مسائل ٹوٹ پڑے کہ اگر بڑے بڑے مضبوط پہاڑوں پر بھی نازل ہوتے تو ان کو ریزہ ریزہ کر دیتے، ایک طرف مدینہ میں نفاق گھسا ہوا تھا اور دوسری جانب بہت سے عرب مرتد ہوگئے تھے[۵۷]

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد ہم مسلمانوں کو ایسے حالات سے سابقہ پڑا کہ اگر اللہ تعالیٰ ہم کو ابوبکرؓ عطا کر احسان نہ کرتے تو ہم ہلاک ہو جاتے[۵۸]

---

۵۴ طبری القاہرہ، طبعۃ الحسینیہ المصریہ، حجۃ الوداع جلد ۳ ص ۲۹۳، ۲۱۴

۵۵ ترمذی باب اخرج الیہود والنصاری جلد ۱ ص ۱۹۴ طبری مطبوعہ القاہرہ ص ۱۱۴

۵۶ طبری مطبوعہ القاہرہ جلد ۳ ص ۲۱۲

۵۷ فتوح البلدان مطبوعہ القاہرہ ص ۱۱۴

۵۸ " " " ص ۱۱۳

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان حالات کے رونما ہونے کا پختہ یقین تھا تو اب یہ ناممکن تھا کہ آپ ان کے مقابلے کا انتظام نہ فرماتے لہذا یہ انتظامات (الف) شمال میں بازنطینیوں کے خلاف جیش اسامہ کی روانگی (ب) اور جنوب میں قاصدوں کے ذریعہ وہ کامیاب کاروائیاں تھیں جس کی اطلاع آپ کی وفات کے بعد حضرت ابو بکر صدیقؓ کے عہد خلافت میں پہلی خوشخبری کی صورت میں پہنچی[9] نیز حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو وفات سے قبل اللہ تعالیٰ نے بذریعہ وحی دیدی تھی[10]

ان اقدامات کا ماحصل یہ تھا کہ دشمنان اسلام کو ان کے گھروں اور ان کے علاقوں میں شکست دی جائے۔ اور مدینہ کا دفاع وہاں جا کر کیا جائے۔ یہی آپ کا ہمیشہ کا دستور العمل تھا کہ آپؐ ہمیشہ دشمن کا مقابلہ ان کے علاقہ میں جا کر کرتے اور ان کو مدینہ پر حملہ کرنے کا موقعہ کبھی نہ دیتے، غزوہ تبوک کے موقع پر بھی یہی ہوا کہ جب آپ کے پاس رومیوں کے مدینہ پر حملہ کی تیاریوں کی اطلاع پہنچی تو آپؐ بنفس نفیس تبوک تک ان کے مقابلہ کے لئے تشریف لے گئے۔

ان مضمرات کو صرف حضرت ابو بکر صدیقؓ ہی جانتے تھے۔ دوسرے صحابہؓ ان سے بے خبر رہے اب آپؐ کی وفات ہوئی ہے۔ تو صحابہؓ کے سامنے خلیفہ رسول کے انتخاب کے بعد یہ سوال پیدا ہوا کہ پہلے اندرونی خلفشار کو رفع کیا جائے نبوت کے جھوٹے دعویداروں کا صفایا کیا جائے، باغیوں، مانعین زکوٰۃ اور مرتدین کی سرکوبی کی جائے یا بیرونی خطرہ کا مقابلہ کیا جائے۔ صحابہؓ اس پر متفق تھے کہ ان شورشوں کو جلد سے جلد رفع کیا جانا چاہیئے۔ لیکن پہلے کن کے خلاف قدم اٹھایا جائے اس بات پر اتفاق نہ تھا۔ صحابہؓ اس صورتحال سے بے حد گھبرائے ہوئے تھے اور متردد تھے۔ لیکن حضرت صدیق اکبرؓ عزم وہمت کے پہاڑ تھے ان کے عزم واستقلال میں ذرہ برابر فرق نہیں آیا تھا، نہایت اولوالعزمی اور جوانمردی سے وفات رسولؐ کے دوسرے دن منادی کراتے ہیں۔ کہ اسامہ کی مہم پایہ تکمیل کو پہنچے اور ان کے فوج کے جس قدر افراد مدینہ میں ہوں وہ سب کے سب مقام جرف پر جمع ہو جائیں قطعاً تاخیر یا تردد نہ کریں[11]

---

[9] طبری مطبوعہ القاہرہ جلد ۳ ص ۲۱۵، ۲۳۰

[10] رر رر جلد ۱ ص ۲۳۸

[11] طبری جلد ۲ ص ۲۱۱

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اس ملان کے صحابہؓ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے پاس دوڑے ہوئے آتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ لے دے کے اب یہی مسلمان ہیں جو آپؓ کے سامنے ہیں اور عرب کا کیا حال ہے وہ آپ بخوبی جانتے ہیں اور دشمن اس تاک میں ہے کہ کب مدینہ پر حملہ کر کے اسلامی ریاست کو صفحۂ ہستی سے مٹا دیں لہٰذا اس نازک موقع پر یہ مناسب نہیں کہ مسلمانوں کی اس جماعت کو رومیوں کے مقابلہ پر روانہ کر کے مدینہ کو خالی چھوڑ دیں[۲۱] لیکن حضرت صدیق اکبرؓ کی نظر کہیں اور تھی۔ صدیقؓ اصل دشمن سے اس کے گھر اور علاقہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصول کار کے مطابق نبرد آزما ہونا چاہتے تھے اور اچھی طرح سے جانتے تھے کہ قبائل عرب درحقیقت ساسانی اور بازنطینی سلطنتوں کے آلۂ کار ہیں۔ یہود و نصاریٰ کے غلط پروپیگنڈہ کا رعب بیٹھا ہوا ہے اور ان کے دماغ پر دنیا کی ان عظیم قوتوں کا خوف مسلط ہے لہٰذا شکار کو چھوڑ کر شکار کے سایہ پر تیر چلانا دانشمندی نہیں اگر ہم نے ان عظیم طاقتوں کو ان کے گھروں اور علاقہ میں جا کر للکارا ان کو وہاں جا کر شکست فاش دی اور یہود و نصاریٰ کے غلط اور جھوٹے پروپیگنڈے کا سدباب کر لیا تو یہ قبائل عرب اس طرح سے اسلام کے جھنڈے تلے آجائیں گے جس طرح یہ قبائل فتح کے بعد خود بخود جوق در جوق وفود کی شکل میں مدینہ آکر اسلام قبول کیا تھا اور اپنے لئے امان کے طالب ہوئے تھے اور تصدیق نبوت کر کے واپس ہوئے تھے، اس لئے قبائل عرب کے دماغ اور قلب سے ان عظیم طاقتوں کا خوف اور ڈر نکالنے سے قبل ان سے نبرد آزما ہونا مصلحت اور دور اندیشی کے خلاف ہے اور طاقت کا بے موقع ضیاع بھی ہے اور دشمن کو مزید تیاری کا موقع بھی فراہم کرنا ہے، اور اس کے اپنے بنائے ہوئے فتنہ اور اس کے مقصد اصل کو پورا کرنا ہے دشمن ہمیں خانہ جنگی میں مبتلا کر کے اپنے بھائیوں کے ہاتھوں ہمیں تباہ کرنا چاہتا ہے۔ ریاست مدینہ کو ہمیشہ کے لئے نیست و نابود کرنے پر تلا ہوا ہے چنانچہ اس کامل یقین، پختہ عزم اور استقلال کے ساتھ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے صحابہؓ کو مخاطب کر کے فرمایا:-

"قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے اگر مدینہ اس طرح خالی ہو جائے کہ میں اکیلا رہ جاؤں اور درندے اور کتے مجھ کو کھا جائیں۔ میں اس وقت بھی اسامہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم اور فرمان کے مطابق اس مہم پر روانہ کرنے سے دریغ نہ

---

[۲۱] طبری مطبوعہ القاہرہ جلد ۳ ص ۲۱۲

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کروں گا[۱۳] ایک روایت میں یہ الفاظ بھی آئے ہیں۔ لو جرت الکلاب بارجل ازداج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما رددت جیشا وجہہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ولا حللت لواء عقدہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم[۱۴]۔

ان قسمیہ الفاظ کے کہتے ہوئے حضرت ابوبکر صدیقؓ عرب کے حالات کی سنگینی اور انتشار کا پورا پورا اندازہ تھا۔ ان کے پاس یمن، یمامہ، اور بنی اسد کے علاقوں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرستادے اور ان اشخاص کے نمائندے (جن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسود عنسی، مسیلمہ اور طلیحہ اسدی کی مدافعت اور مقاومت کا حکم بھیجا تھا) واقعات اور خطوط لے کر مدینہ واپس آچکے تھے اور یہ سب خطوط انھوں نے حضرت صدیق اکبرؓ کو دے چکے تھے۔ نیز زبانی تمام حالات بھی بیان کر چکے تھے۔ ان خطوط اور گفتگو کے جواب میں حضرت صدیق اکبرؓ صرف یہ فرماتے :-

"ابھی ٹھہرو اور دیکھو تمہارے امراء اور قائدین کے قاصد ان خبروں سے بھی زیادہ پریشان کن حالات کی اطلاع لے کر آتے ہی ہوں گے"

ابتدائے عشق ہے روتا ہے کیا　　آگے آگے دیکھئے ہوتا ہے کیا

ہوا بھی یہی کہ تھوڑی مدت میں بلا استثنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقرر کردہ تمام امراء نے اپنے اپنے مستقر سے اطلاع دی کہ ہر جگہ فتنہ ارتداد عروج پر ہے، بغاوتوں کا ہر طرف چرچا ہے۔ کوئی قبیلہ ایسا نہیں جو کل یا اس کے بعض افراد مرتد ہو کر باغی نہ ہو گئے ہوں۔ مسلمانوں پر ہر طرح کی مصیبت اور پریشانی چھائی ہوئی ہے[۱۵]۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ ان حالات میں عزم کا پہاڑ ثابت ہوئے ان کی پیشانی پر قطعاً پریشانی کے آثار نہ تھے بلکہ ان کے سامنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کی تکمیل تھی وہ اپنے عمل سے یہ ثابت کر دینا چاہتے تھے کہ لسان نبوت کے مقابلے میں اجماع کی کوئی حقیقت نہیں۔ رسولؐ کا فرمان

۱۳؎ تاریخ ابن عساکر جلد اص ۱۱ ؛ طبری مطبوعہ لیدن ص ۱۸۳۹

۱۴؎ " " مطبوعہ القاہرہ جلد ۳ ص ۲۱۲

۱۵؎ طبری القاہرہ مطبعۃ الحسینیۃ المصریۃ جلد ۳ ص ۲۲۲

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ہے۔ بسر و چشم تسلیم کیونکہ اللہ تعالیٰ خود فرماتا ہے: وما ینطق من الھوی ان ھو الا وحی یوحی[16] وآتاکم الرسول فخذوہ ومانھاکم عنہ فانتھو[17] رسول اپنی طرف سے کوئی بات نہیں کہتے بلکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہوتا ہے۔ نبی جو کچھ حکم دے کر اس کو سختی سے پکڑو۔ امیر جس سے منع کرے اس سے باز رہو۔

چنانچہ حضرت ابوبکر صدیقؓ اپنے کامل یقین اور پختہ عزم اور استقلال سے جیش اسامہ کے مضمرات کو اخفاء میں رکھ کر فیصلہ دیتے ہیں اور صحابہ کو ان الفاظ میں خبردار کرتے ہیں کہ ان کے پیش نظر صرف اور صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تیار کردہ خاکہ اور لائحہ عمل ہے۔

۱۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تبلیغی خطوط کا جو کام شروع کیا تھا اس کو انجام دینا۔

۲۔ قیصر و کسریٰ کے خفیہ معاہدوں کو غیر موثر کرنا اور ان کے خفیہ عزائم کو ناکام بنانا۔ ان کی ہوس ملک گیری اور توسیع پسند عزائم کو خاک میں ملانا۔

۳۔ اسلامی ریاست کی سرحدوں کا دفاع دشمن کے علاقہ میں جا کر موثر انداز میں کرنا۔

یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اصول تھا۔ جس کی تعمیل فرض عین اور واجب تھی۔ اور صدیق اکبرؓ نے اس پر نہایت کامیابی سے عمل فرمایا اور قیصر و کسریٰ کے دروازوں دستک دے کر للکارا۔

---

[16] قرآن سورۃ النجم

[17] قرآن سورۃ الحشر آیت ۷

© rasailojaraid.com